

## سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب  
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی  
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

# اسلام کی فطری اور آفاقی تعلیمات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی  
بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لآخیه ما یحب لنفسه (بخاری و مسلم)  
ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قدرت میں میری جان  
ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے  
لئے پسند کرتا ہے۔

وعن عائشہ و ابن عمر عن النبی صلعم قال ما زال جبرائیل یوصیننی  
بالجار حتی ظننت انه سیورثہ (بخاری و مسلم) ترجمہ: حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریم  
ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ مسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا  
کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔  
اسلام کی آفاقی تعلیمات کا خلاصہ: حقوق العباد کا بیان ہو رہا ہے قرآن و حدیث ہر طبقے اور ہر مقام کے  
لوگوں کو مقدس اور محکم کامل اسلامی تہذیب و تمدن کی تعلیم دیتی ہے۔ یہی تعلیمات عالم کو ظلم سے روک سکتی ہیں، مظلوم کی  
ہمت بڑھاتی ہیں اور دنیا میں فساد پھیلانے والوں کے ارادوں کا رخ دوسری طرف موڑ سکتی ہیں۔ اسلام کے آفاقی اور  
فطری تعلیمات میں نہ کوئی نسل کی نسل پر اور نہ کوئی قبیلہ کسی قبیلہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ کہ اپنے نسل و قبائلی طاقت و قوت  
کے زور پر کسی کے حقوق پر قابض ہوا اللہ کے ہاں تفوق و امتیاز کا معیار قبائلی، عصبی و خاندانی اور مالی شرافت نہیں، جس کی  
لاٹھی اس کی بھینس کی روایت اور طبقات کا باہمی تناؤ انسان و حیوان، عابد و معبود، عالم و جاہل اور آزاد و غلام کے مابین  
فرق سے کٹی گنا بڑھ چکا تھا۔ وحدت و مساوات کا تصور ایک خواب اور ناقابل عمل تصور بن چکا تھا۔ غاصب سے اپنے  
حقوق کا مطالبہ جو نئے شیر لانے کے برابر اور اس کے خیال کرنے والے کو بھی لوگ پاگل سمجھتے تھے۔

مظلوم انسانیت کے عزیم و حوصلہ کا پیغام قہر و جبر کے اس گھناؤپ اندمیرے میں بغیر انقلاب نے مظلوم و مجبور  
کو اپنے اعلان سے ایک انقلابی عزم و حوصلہ دیا۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا۔

ان اکرمکم عندا للہ اتقاکم ولیمس لعربی علی اعجمی فضل الا بالتقویٰ۔

ترجمہ: اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا جد امجد بھی ایک ہے حسب آدم کے ہوا اور آدم مٹی سے بنا ہے تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف سب سے زیادہ متقی انسان ہے کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں (اگر کسی کو فضیلت ہے) (تو تقویٰ ہی کے سبب ہے۔“

گویا اس عظیم الشان خطبہ نے انسان کے بنیادی حق جو کہ حریت نفس ہے، کا چارٹر دنیا میں پیش کر کے اعلان فرمایا کہ دین اسلام تمام اقوام، امتوں، نسلوں، خاندانوں اور ملکوں کے اجتماعی حق کا امین و محافظ ہے۔

برصغیر میں استیصالی نظام کی تباہ کاریاں: کچھ عرصہ قبل آپ نے سنا ہوگا برصغیر پاک و ہند کا یہ ٹکڑا جواب پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش پر مشتمل ہے۔ اس میں خصوصاً وہ حصہ جو موجودہ انڈیا (بھارت) کے زیر تسلط ہے طبقاتی اختلافات اور انسانوں کا انسانوں کے ہاتھوں استیصال اور استحصال کا سلسلہ زوروں پر تھا۔ انسان انسانوں کیلئے جبری اور جعلی خدا بن گئے تھے۔ عزت و احترام کے روادار و حقدار صرف برہمنوں کا ایک فرقہ تھا جو دنیاوی، سیاسی سیادت و قیادت کے علمبردار ہونے کیساتھ ساتھ ہندو مذہب کیلئے بھی عظمت اور مرکزیت کی علامت بن چکے تھے، جیسے ہمارے ہاں خان، نواب، وڈیرہ اور سردار میں سے ہر ایک کے اپنے اپنے زیر کنٹرول رعایا پر اپنے اپنے حقوق و فرائض ہیں۔ ذرہ برابر نافرمانی کرنے پر اس ترقی یافتہ اور پندرہویں صدی میں بھی عبرت کا نشان بنا کر اپنے مصنوعی عظمت کو دوام بخشنے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ حکومت وقت بھی برہمنوں کو نوازی رہی۔ گویا عملاً یہی مراعات یافتہ طبقہ اپنے سے نچلے طبقے کے لوگوں کے سیاہ و سفید کی مالک تھی اور اس پے ہوئے طبقہ کو زندگی کی لذتوں سے فیضیاب ہونے کا نہ موقع تھا اور نہ جواز شور و برنائے جانے والے طبقات کی تذلیل:

ہندوستان کے رہنے والوں کو چار طبقوں میں تقسیم کرنے کے بعد ایک طبقہ کو شور و کلام کے نام سے پکارا گیا جو حقوق کو چار درجہ جات میں تقسیم کرنے والوں کے زعم میں اس کا رخا نہ عالم کے بنانے والے نے اپنے پاؤں سے پیدا کیا تھا، اور چونکہ ٹانگوں کا تعلق جسم کے انتہائی نچلے حصہ سے ہے، تو اس فرقہ کو بھی تمام حقوق سے محروم کر کے ان کے تقدیر میں باقی ماندہ تین اعلیٰ طبقات کی خدمت اور غلامی پرمامور کرنے کا خود ساختہ فیصلہ کیا گیا۔ جو سلوک ظلم و زیادتی شور و کلام سے ہوتی رہی اس کی جھلک اس دور میں ہمارے جیسے پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک میں بھی غربت و فقر کے شکار، ستم زدہ عوام کو ایسے سلوک کا سامنا کرنا روز کا معمول بنا ہوا ہے۔ یہاں بھی مراعات یافتہ، صاحب ثروت یا مسند اقتدار پر بیٹھے ہوئے افراد سے کوئی جرم سرزد ہو تو ان کے خلاف قانون کو حرکت میں آنے سے روکا گیا ہے۔ مسند انصاف پر بیٹھے ہوئے حضرات نے گویا معاشرہ کے ان مصنوعی شرفاء کے لئے ہر قسم کا جرم و ظلم جائز قرار دینے کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا ہے۔ غریب پر قانون ٹھنی کا شہہ ہو قانون کے محافظ کھلوانے والے جرم سے ثابت ہونے سے پہلے پتھارے کی چڑی اوجھڑ دیتے ہیں۔ اس کے سارے خاندان پر زندگی تنگ کر دیتے ہیں۔ معزز طبقہ سے ملنے والے افراد کو ملنے والے پست درجہ کے افراد کی عزتوں کو لوٹتے ہیں،

جائیداد کو غصب کرتے ہیں۔ ظلم بھی ان پر روا رکھا جاتا ہے اور انہیں فریاد اور آہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ کئی مقامات پر آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ دولت و اقتدار سرداری اور لڑائی کے نشہ میں مست فرد جس نشست پر براجمان ہوتا ہو اس سے کم درجہ کا انسان اس کے سامنے رکوع یا سجدہ کی حالت میں دست بستہ صورت میں زمین پر بیٹھنے کا مجاز ہوتا ہے گویا ہندوستان میں شوروں کے استحقاق کو تسلیم کرنا تو دور کی بات تھی ان کو صرف انسان تسلیم کرنے کیلئے برہمن کھتری اور ویش تیار نہ تھے۔

ہند میں مسلمانوں کی آمد کے پرکات: مسلمان جب ہند میں داخل ہوئے اپنے ساتھ اپنی تہذیب و تمدن اور اقدار کے بہترین اصول اہل ہند کو پیش کئے۔ اور خود بھی اسلامی اخلاق و آداب پر عمل کرنا اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان اسلامی آداب و اخلاق میں انسانی مساوات کے ایسے ایسے نمونوں سے اہل ہند کو تحارف کرایا جس سے وہ قطعاً آشنا تک نہ تھے مسلم معاشرہ میں نہ نسل و طبقاتی درجہ بندی تھی نہ پیٹھ کی بنیاد پر کسی کو ذلیل اور معزز ٹھہرایا جاتا۔ جو حقوق کسی صاحب ثروت اور دنیاوی اعتبار سے مالدار یا طاقتور کو حاصل تھے غریب و نادار مسلمان بھی انہی کا مستحق ہوتا ہے۔ کمزور و طاقتور آجروا جبر غریب و مالدار ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر ایک ہی برتن سے کھانا کھا رہے ہیں جو تعلیم حاصل کرنے کا پیدا انہی حق امیر اور اس کے بیٹے کو ہے وہی حق مسلم آبادی کے غریب مسلمان اور اس کے بیٹے کو بھی حاصل ہے۔ عدل و انصاف کے کرسی پر بیٹھے ہوئے حضرات کے رویہ و امیر و غریب، شریف و غیر شریف کا فرق نہیں عدل و انصاف پر مبنی فیصلے کرنے والوں کے دعوے سچے اور حق پر مبنی ثابت ہو رہے ہیں۔ نہ کوئی شوروں ہے اور نہ برہمن۔ حقوق و فرائض میں سب یکساں ہیں۔ مسلمانوں کے آپس میں اس سلوک اور رویہ سے متاثر ہو کر ہند کے سرزمین پر رہنے والے باسیوں کے لئے یہ ایک چیلنج تھا۔ مسلم معاشرہ کے کردار و تہذیب کو دیکھ کر طبقاتی اور نسل شدت، اونچ نیچ کم ہو کر رد عمل کے طور پر اصلاح کے تلاش میں پھرنے والے متحرک ہوئے جس سے انسانوں کے ساتھ حیوانات سے بھی بدتر سلوک کرنے کے اس سلسلہ میں کمی آئی۔ اسلام کے اس تاریخی حقیقت کا اقرار ہندو سیاستدانوں ان کے فلاسفہ و دانشوروں نے بھی کیا۔ کہ اسلامی اخوت و مساوات نے جس پر مسلمانوں کا یقین و عمل تھا، ہندوؤں پر گہرا اثر کیا بالخصوص ہندو معاشرہ کا وہ طبقہ جن پر معاشرہ نے انسانی حقوق سے فائدہ حاصل کرنا شجر ممنوع قرار دیا تھا کو زیادہ فائدہ ہوا۔“

جب کردار درست ہو: آج بھی مسلم تہذیب و تعلیم کے دعویدار اگر اپنے آفاقی دین کے انہی بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کریں جن کے سلسلہ میں قدم بہ قدم محسن انسانیت ﷺ کے ہدایات موجود ہیں تو صرف مسلمان کے عمل ہی سے کفران تعلیمات کی طرف راغب و مائل ہو سکتی ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ اسلام کے بتائے ہوئے اخلاق حسنہ کی تلقین تو فیروں کو زور و شور سے کر رہے ہیں مگر ظاہری عمل ان زرین احکامات سے بالکل الٹا۔ جسکا نتیجہ یہ کہ بد بخت اور متعصب قومیں اس برائے نام مسلمان کے بجائے اسلام کے صحیح ابدی اور سرمدی تعلیمات کو تو رمروڑ کر پیش کر رہے ہیں تم سب آدم کی اولاد ہو۔ ارشادِ نبوی ہے: عَلَيْكُمْ بِحَقِّ الْمَرْفَعِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

المسا بکم هذا لیست بمسبۃ علی احد کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تعلموه لیس لاحد علی احد فضل الا بدین و تقویٰ کفی بالرجل انیکون بذیا فاحشا بخیدا (رواہ احمد والبیہقی) ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا نسب کوئی ایسی چیز نہیں جس کے سبب تم کسی کو برا کہو یا عار دلاؤ۔ بلکہ تم سب کے سب حضرت آدم کی اولاد ہو۔ جس طرح ایک صاع دوسرے صاع کے برابر ہوتا ہے (جو بھرا ہوا نہ ہو) جس کو تم نے بھرا نہ ہو کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں (اگر ہے تو صرف دین اور تقویٰ کے اعتبار سے ہے) (کسی) آدمی کے برائی کیلئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ زبان دراز شخص کو اور بے ہودہ باتیں کرنا والا بخیل ہو

ایک کلمہ کی دعوت: شارع کی طرف سے اعلان عام ہے کہ انسانیت کے تمام افراد حضرت آدم کی اولاد ہیں اس نسبت و حیثیت سے سب برابر ہیں۔ کسی انسان کو دوسرے انسان پر محض نسب کے اعتبار سے کوئی فوقیت نہیں کہ نہ قابلیت ہے نہ علم اور صلاحیت صرف آباؤ اجداد کے کمالات اور کارناموں کو اپنے وجاہت و شوکت اور نسلی و قبائلی عزت و امتیاز اور حاکمیت و برتری کیلئے استعمال کرے۔ حالانکہ رب کائنات کی طرف سے واضح الفاظ میں اعلان ہے: تعالوا الی کلمۃ سواء بنینا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ ترجمہ: ”آؤ ایک بات کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان (قابل قبول ہے) مشترک یعنی برابر ہے کہ ہم سب مل کر اللہ کی بندگی اختیار کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم سب اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو اپنا (مالک) آقا بنائیں۔“

تمام انسان نسلی اعتبار سے برابر ہیں: اور ظاہر بات ہے کہ جس ذات باری نے قدم قدم پر احسانات و انعامات کا ایک بے انتہا سلسلہ جاری و ساری فرمایا ہے جس کی کوئی حد ہے نہ اس کا شمار کرنا ممکن ہے۔ پیدائش کے دن سے لے کر مرنے تک مخلوق کا ہر فرد نعمتوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ لامتناہی احسانات میں کافر/مسلمان برابر ہیں۔ بلکہ بطور استدراج غیر مسلم ظاہری طور پر کچھ زیادہ مزے میں نظر آ رہے ہیں۔ لہذا ان انعامات و احسانات کا دنیوی، اخروی، اخلاقی اور عرفی تقاضا یہ ہے کہ تمام انسان اللہ ہی کو وحدہ لا شریک مان کر اسی کی اطاعت اور بندگی اختیار کریں۔ نیز آیت مبارکہ سے معلوم ہوا ہے کہ تمام انسان نسلی اعتبار سے برابر ہیں۔

شریعت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے اسلامی نظام اخلاق و معاملات زمین کے کھڑے پر پھیلے ہوئے انسانوں کو اس طرح آپس میں زندگی بسر کرنے اور معاملات طہرہ کی ہدایات دیتا ہے۔ جس پر عمل کرنے سے دوست و دشمن پڑوسی و غیر پڑوسی، مسلم و کافر، غلام و آقا حتیٰ کہ غیر ناطق حیوانات کے بھی اپنے اپنے حقوق خود بخود ادا ہوتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضور ﷺ کا کہنا دوسرے سے کہنے کے لیے ”مولا علیؑ اور فرم دیکھ بنانے سے اسلامی معاشرہ کا ہر فرد انسانی حقوق کا خود بخود مدافع بن کر پھر اگر حکومت اسلامی ہو تو ارباب اقتدار کو اپنے رعیت کی حقوق کی ادائیگی

اور حفاظت کے لئے کچھ زیادہ تنگ و دوکرنی نہیں پڑتی۔

ادائیگی حقوق کی ذمہ داری: پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ حقوق العباد اللہ کے حقوق پر مقدم ہیں بزرگوں نے کئی وجوہات بیان کئے ہیں۔ من جملہ اسباب سے شاید ایک سبب یہ بھی ہے کہ اللہ بادشاہ ہے غنی اور بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور انسان لمحہ لمحہ محتاج ہے لیکن کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی لازمی نہیں بس ادائیگی اگر کرنی ہے تو صرف بندوں کے حقوق کی ہے۔ یہ قصور غلط ہے اور یہ سمجھ کر کہ میں نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ادا کر کے بری الذمہ ہو گیا ہوں اور بندوں کے حقوق کو بھٹا دیا ہوں پر اس نہیں ہوگا۔ جنوں کی دنیا میں رہنے والا معاملہ ہے۔ روز محشر ذرہ ذرہ قول و فعل کا حساب دیتا ہے اور سب سے پہلے بندوں کے حقوق کے بارہ میں محاسبہ ہوگا۔ آخرت کی کامیابی صرف اس شخص کی مقدر ہوگی جو دونوں حقوق دنیا میں بجالائے۔

کاش آج کے جدید اور اپنے آپ کو متمدن، تہذیب یافتہ اور روشن خیال کہلوانے والا طبقہ لمحہ بھر کے لئے تعصب اور اسلام دشمنی کے پردے سے نکل کر اسلام کے عدل و انصاف پر مبنی نظام سے آگاہی حاصل کریں تو یہ بجا تنگ و دل اعتراف و اقرار کریں گے کہ اسلام نے جس عدل و انصاف، عزت نفس اور حقوق انسانی پر مبنی معاشرہ کی بنیاد ڈالی۔ کسی خود ساختہ تہذیب و معاشرہ کے بنیادوں پر قائم تہذیبوں میں اس کی نظیر نہیں۔ رب کائنات ہم اور آپ سب کو اسلام کے آفاقی نظام پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمادیں۔ آمین

علماء، خطباء، طلباء اور عام مسلمانوں کے لئے عظیم الشان

## خوشخبری

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے خطبات و افادات کا عظیم الشان مجموعہ علم و حکمت

﴿ **دعوات حق** ﴾ (کھل دو جلدوں میں)

مرتبہ: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، مہتمم دارالعلوم حقانیہ

ناپاب ہونے کے بعد اب سہ بارہ شائع ہو گئی ہے۔ آج ہی حاصل کیجئے ورنہ اس کی ناپابی پر ایک بار پھر افسوس کرنا پڑے گا۔

**دعوات حق:** ایک ایسا گنجینہ جسے اہل علم خطباء و اعظمین اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور قومی و ملی پریس نے سراہا۔

جو ہر خلیفہ و اعظم مقرر کے لئے کئی پکائی روٹی کا کام دیتا ہے جو رشد و ہدایت احسان و سلوک کے حلاشیوں کیلئے شیخ کا کام

دیتا ہے۔ **دعوات حق:** دین شریعت اخلاق و معاشرت علم و عمل عروج و زوال نبوت و رسالت شریعت و طریقت کے ہر ہر

پہلو کو سمیٹے ہوئے ہے۔ **دعوات حق:** شیخ الحدیث محدث و مجاہد کبیر مولانا عبدالحقؒ کی عام فہم اور دروس و میں ڈوبی ہوئی گفتگو اور

خطابت کا ایسا مجموعہ ہے جو دلوں میں اتر کر یقین کو بیدار کر کے اصلاحی و ایمانی انقلاب برپا کر دیتا ہے۔

فہملاً علماء، طلباء اور اہل مدارس کیلئے خاص رعایت ہوگی

صفحات جلد اول: ۲۷۰، جلد دوم: ۵۰۲، قیمت ۱۶۵